4. کالم (الف) میں دیے ہوئے لفظوں کو کالم (ب) کے مناسب لفظوں سے جوڑ ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)
تاریخ کا مطالعہ	ہخامنشی بادشاہ کی سلطنت کا حصہ
ساتویں صدی عیسوی	سندھ
گندھارا	پروفیسر آرنلڈ ٹائن بی
ملاکھڑا	ہیون سانگ
بادشاہی مسجد	لاہور

5. درج ذیل اجزاء کے مختصر جواب لکھیں۔

i. ثقافت کی تعریف بیان کریں۔

ii. پختون ثقافت کی وہ کون سے خصوصیات ہیں جو اُسے دوسری ثقافتوں سے ممتاز کرتی ہیں؟

iii. پنجابی ثقافت کی چند خصوصیات بیان کریں۔

iv. سندھی تہذیب کی چند رسومات کے نام لکھیں۔

v. موہنجوداڑو پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

vi. بلوچی ثقافت کی چند خصوصیات بیان کریں۔

6. ''پاکستان قدیم ثقافتوں کا گہوارہ ہے''۔ یہاں جنم لینے والی ثقافتوں کا جائزہ لیں۔

7. پاکستانی ثقافت کا ہماری قومی یک جہتی و اتحاد میں کیا کردار رہا ہے؟

8. ''اسلام میں مرد و عورت کے مابین صنف کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں'' وضاحت کریں۔

9. ''پاکستانی خواتین ملک کی سیاسی و معاشی زندگی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں''۔ اپنے روزمرہ مشاہدات کی روشنی میں وضاحت کریں۔

پاکستانی زبانیں

زبان انسانوں کے درمیان رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اس کی مدد سے ہم اپنے خیالات، محسوسات اور جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ زبان کی موجودہ شکل ایک طویل ارتقائی عمل کا نتیجہ ہے۔ انسانی تہذیب کے ابتدائی دور میں ایک دوسرے سے رابطے اور بات سمجھانے کے لیے مختلف حرکات، اشاروں اور آوازوں کا استعمال ہوتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان آوازوں نے الفاظ کا روپ دھار لیا۔ اسی طرح ان الفاظ کے آپس میں ربط اور ایک مخصوص لہجے میں ادائیگی سے مختلف زبانیں وجود میں آئیں۔

دُنیا کے مختلف علاقوں میں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ان ساری زبانوں کی ابتدائی شکل ان کی موجودہ شکل سے کافی مختلف تھی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مختلف ضروریات کے پیش نظر ان میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔ یوں دنیا کے مختلف علاقوں کی زبانیں اس علاقے کے مخصوص حالات کے زیر اثر ایک الگ انداز اور لب ولہجہ اختیار کرتی گئیں۔ اس طرح ایک بڑی تعداد میں علاقائی زبانوں اور بولیوں نے جنم لیا۔

ابتدا میں زبان صرف بولنے تک محدود رہی مگر بعد میں انسان نے الفاظ کو تحریروں کی شکل میں لانے کا علم سیکھا اور یوں زبانیں بولنے کے ساتھ ساتھ لکھی اور پڑھی جانے لگیں۔ تحریر کے مرحلے تک پہنچ کر مختلف زبانوں میں ادب نے جنم لیا۔ ہر زبان میں ادب کی ابتدائی شکل ''لوک ادب'' کہلاتی ہے۔ اس قسم کے ادب میں ایک خاص علاقے کے لوگوں کے مزاج، ثقافتی پس منظر اور احساسات کی عکاسی ہوتی ہے۔ علاقائی اور لوک ادب کے فروغ کے بعد معیاری اور سنجیدہ ادب کا دور شروع ہوا۔ اس دور میں ادب کی مختلف اصناف مثلاً شاعری اور نثر نگاری میں سنجیدہ اور اہم موضوعات پر بہت کچھ لکھا گیا۔

پاکستان ایک ایسے خطۂ زمین پر واقع ہے جہاں سے کئی قدیم تہذیبوں کے آثار ملے ہیں۔ ان قدیم تہذیبوں میں وادی سندھ کی تہذیب اور گندھارا تہذیب شامل ہیں۔ ان تہذیبوں کے اپنے خدوخال، معاشرتی اقدار اور ثقافتی خصوصیات تھیں۔ اسی طرح ان کے ساتھ کئی قدیم زبانیں بھی وابستہ تھیں۔ پاکستان میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ جن میں قومی زبان اُردو کے علاوہ تقریباً تیس کے قریب چھوٹی بڑی علاقائی

زبانیں شامل ہیں۔ علاقائی زبانوں میں زیادہ اہم اور بڑی زبانیں پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی ہیں جو پاکستان کے چاروں صوبوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔

اُردو

اُردو نہ صرف پاکستان کی قومی زبان ہے بلکہ چاروں صوبوں کے لوگوں کے درمیان رابطے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ علاقائی زبانیں ایک خاص علاقے تک محدود ہیں جبکہ اُردو پاکستان کے تمام علاقوں میں رہنے والے لوگ، خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے کے لوگ بولتے اور سمجھتے ہیں۔ چونکہ اُردو پاکستان کے کسی بھی صوبے کے لوگوں کی مادری زبان نہیں ہے اس لیے قومی زبان کے طور پر اس کی حیثیت غیر متنازعہ اور قابلِ قبول ہے۔

اُردو زبان کا تعلق ہندی، آریائی زبانوں کی نسل سے ہے۔ اس زبان کی ابتداء تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں مسلمانوں کے دورِ حکومت میں ہوئی۔ جب جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کا اقتدار قائم ہوا تو مسلمان حکمرانوں نے اپنی فوج میں مختلف قومیتوں اور علاقوں کے لوگ بھرتی کیے۔ ان میں عرب، ایرانی، ترکی، افغانی اور ہندوستانی شامل تھے۔ یہ سارے لوگ اپنی اپنی زبانیں بولتے تھے مگر ان کے باہم میل جول سے ایک نئی زبان وجود میں آئی جس کو ''اُردو'' کا نام دیا گیا۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ''لشکر'' کے ہیں۔

اُردو زبان کی مختصر تاریخ

دوسری بڑی زبانوں کی طرح اُردو ادب کی ابتداء بھی شاعری سے ہوئی تھی۔ یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مشہور شاعر خواجہ مسعود سعد سلمان اُردو کے پہلے شاعر تھے۔ مسعود لاہور کے رہائشی تھے۔ لاہور غزنوی حکمرانوں کا دارالحکومت تھا۔ اس لیے وہاں بڑی تعداد میں فارسی بولنے والے مسلمان آباد ہو چکے تھے۔ ان مسلمانوں اور مقامی زبانیں بولنے والے ہندوستانیوں کی ثقافت اور زبانوں کے اختلاط نے ایک نئی زبان کو جنم دیا۔ اس زبان نے مختلف ادوار میں اپنے کئی نام تبدیل کیے۔ شروع میں اسے ہندوی، ہندی یا ہندوستانی کہا جاتا تھا۔ بعد میں یہ زبان ''ریختہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ مغل حکمران شاہجہان کے دور میں دہلی کے ایک بازار میں لشکری اور خواص رہتے تھے۔ بادشاہ نے اُس بازار کو ''اُردوئے معلّٰی'' کا نام دیا اور وہاں بولی جانے والی زبان اسی

NOT FOR SALE

مناسبت سے ''اُردوئے معلّٰی یا زبان دہلوی'' کہلائی۔ یہ زبان جب دکن اور گجرات پہنچی تو اس کو دکنی اور گجراتی بھی کہا گیا۔

اُردو کی مقبولیت میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوا اور درباروں میں فارسی کے ساتھ ساتھ اُردو بھی بولی جانے لگی۔ اُس دور کے امراء نے اس زبان کی بڑی سرپرستی کی۔ یوں یہ زبان بول چال کی سطح سے بلند ہو کر ایک ادبی زبان کے درجے پر فائز ہو گئی۔

علاقائی زبانیں

پاکستان میں ویسے تو تقریباً تیس کے قریب مختلف علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں مگر ان میں زیادہ اہم پنجابی، پشتو، سندھی اور بلوچی زبانیں ہیں جو پاکستان کے چاروں صوبوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔

1۔ پنجابی

پنجابی بذاتِ خود فارسی کا لفظ ہے۔ یہ دو الفاظ ''پنج'' اور ''آب'' کا مجموعہ ہے۔ پنجاب پانچ دریاؤں کی سرزمین کو کہتے ہیں اور لفظ پنجابی یہاں کے لوگوں اور اُن کی زبان دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس زبان کا اصل رسم الخط گورمکھی ہے مگر پاکستان میں یہ زبان اُردو اور فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔

پنجابی صوبہ پنجاب کی زبان ہے مگر یہ پنجاب سے باہر بھی کئی دوسرے علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان کا تعلق اس علاقے کی قدیم تہذیب سے ہے۔ تاریخی اور جغرافیائی اثرات کی وجہ سے پنجابی زبان کے چھے بڑے لہجے یا بولیاں ہیں مگر اس کا معیاری لہجہ ماجھی کہلاتا ہے۔

پنجابی زبان میں اگرچہ علم وادب کی شروعات محمود غزنوی کے زمانے سے ہو چکی تھی مگر اس کا استعمال بطور زبان مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے پہلے دوسرے ناموں سے ہوتا تھا۔ حضرت امیر خسرو نے چودھویں صدی عیسوی کے اوائل میں لاہور کے لوگوں کی زبان کو ''لاہوری'' کا نام دیا ہے جو دراصل پنجابی زبان تھی۔

پنجابی ادب کی ابتداء بابا فرید گنج شکرؒ اور اُن کی صوفیانہ شاعری کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس دور کے دوسرے اہم شعراء میں مادھو لال حسین، سلطان باہو، بلھے شاہ اور وارث شاہ کے نام شامل ہیں۔ ان تمام صوفی

بزرگوں اور شعراء کی شاعری کا محور تصوف اور عشق و محبت تھا۔ ادبی لحاظ سے پنجابی زبان کا دامن کافی وسیع ہے۔ اس میں ادب کی تقریباً ہر صنف پر کام ہوا ہے۔ پنجابی ادب میں بنیادی طور پر روحانیت، تصوف اور عشق و محبت کے موضوعات پر زیادہ زور ہے۔ صوفیاء کی شاعری پنجابی لوک ادب کا بیش بہا سرمایہ ہے اور اس کو آج بھی نہایت ادب اور احترام سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ صوفیاء کرام نے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے پنجابی زبان کا انتخاب اس لیے کیا کہ یہ اُس دور کی عوامی زبان تھی جبکہ فارسی اور عربی شاہی دربار اور خواص کی زبانیں تھیں۔ تصوف کے علاوہ معاشرتی اور سیاسی موضوعات بھی صوفیاء کی شاعری میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا کلام عوام میں بے حد مقبول تھا۔

پنجابی شاعری میں داستان گوئی بھی ایک خاص مقام رکھتی ہے اور پنجابی رومانوی داستانیں ہزاروں سال کی روایات کی امین ہیں۔ پنجابی لوک داستانوں میں وارث شاہ کی "ہیر رانجھا"، ہاشم شاہ کی "سسی پنوں"، فضل شاہ کی "سوہنی مہینوال" اور حافظ برخوردار کی "مرزا صاحباں" کو زیادہ شہرت ملی۔ ان داستانوں میں اعلیٰ درجے کی شاعری کے علاوہ اُس وقت کے پنجاب کی تاریخی، مذہبی اور معاشرتی زندگی کی بھرپور جھلک نظر آتی ہے۔

پنجابی ادب اپنی فکر، اسلوب اور آفاقیت کے لحاظ سے ساری دنیا کے ادب میں ایک ممتاز مقام کا حامل ہے۔ پنجاب کی لوک شاعری اور گائیکی میں ڈھولے، ماہیے، دوہے، ٹپے، بولیاں، دھمال، جُھومر، بھنگڑا اور لڈی بہت مشہور ہیں۔ ان تمام اصناف سخن کے موضوعات زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہیں اور ان میں زندگی کے باریک ترین محسوسات کا اظہار کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

پنجابی زبان میں نثر نگاری کا باقاعدہ آغاز بیسویں صدی عیسوی میں ہوا۔ اس سے پہلے کے دور میں پنجابی نثر کی تحریریں صرف مذہبی موضوعات تک محدود تھیں۔ بعد ازاں ڈرامہ نویسی، تذکرہ نویسی، تحقیق و تنقید اور نثر کے دوسرے اصناف پر مختلف ادیبوں نے گراں قدر کام کیا ہے۔

2۔ پشتو

پشتو زبان نہ صرف صوبہ خیبر پختونخوا میں بولی جاتی ہے بلکہ پاکستان کے اُن تمام علاقوں میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے جہاں پختون آباد ہیں۔ بلوچستان کے ایک وسیع علاقے اور سندھ میں خصوصاً کراچی میں پشتو بولنے

والوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ اس کے علاوہ افغانستان کی قومی زبان ہونے کی وجہ سے اسے ایک بین الاقوامی زبان کی حیثیت حاصل ہے۔ اس زبان کی ابتداء تقریباً 5 ہزار سال پہلے افغانستان کے علاقے باختریا "بخت" سے ہوئی تھی جو موجودہ بلخ کے آس پاس کا علاقہ ہے۔ اسی نسبت سے اس کو "باختو" یا "پاختو" کا نام دیا گیا جو بعد میں پختو یا پشتو بن گیا۔

صوبہ خیبر پختونخوا میں پشتو زبان کے دو بنیادی لہجے ہیں۔ ایک لہجہ شمال مشرق کے علاقوں کا ہے۔ جسے پشتو کا سخت لہجہ کہتے ہیں۔ دوسرا لہجہ نرم لہجہ ہے جو جنوب مغرب کے علاقوں میں مروج ہے۔ سخت لہجے کی پشتو میں بعض جگہ جہاں "خ" کا حرف استعمال ہوتا ہے، نرم لہجے کی پشتو میں اُس کے متبادل کے طور پر "ش" کا استعمال ہوتا ہے۔

اگرچہ پشتو ایک قدیم زبان ہے مگر پشتو ادب کا آغاز تحریری شکل میں اسلامی دور کے آغاز سے ہوتا ہے۔ پشتو زبان کے حروف تہجی محمود غزنوی کے دور میں سیف اللہ نامی ایک شخص نے وضع کیے جو آج تک رائج ہیں۔ پشتو ادب کی ابتداء بھی دوسری مہذب زبانوں کی طرح شاعری سے ہوتی ہے اور امیر کروڑ کو پشتو زبان کا پہلا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ تحقیق کے مطابق پشتو کی قدیم ترین کتاب بایزید انصاری کی لکھی ہوئی خیر البیان ہے جو بنیادی طور پر ایک درسی کتاب ہے۔ دوسری کتاب محمد ہوتک کا "پٹہ خزانہ" (چھپا خزانہ) ہے اس میں واقعات انتہائی قدیم ہیں لیکن کتاب بعد میں لکھی گئی ہے۔

اٹھارویں صدی میں پشتو زبان کی ترقی میں سب سے بڑا حصہ اس زبان کے ہمہ جہت شاعر خوشحال خان خٹک کا ہے۔ اُن کی مشہور تصانیف میں "باز نامہ"، "دستار نامہ" اور "فضل نامہ" شامل ہیں۔ اُن کی شاعری عشقِ حقیقی و مجازی، تصوف، حریت اور بہادری کے موضوعات پر مبنی ہے۔ پشتو زبان میں شاعری کے حوالے سے دوسرا بڑا نام رحمان بابا کا ہے۔ رحمان بابا ایک فقیر صفت شاعر تھے جن کی شاعری کا موضوع عشقِ حقیقی اور تصوف تھا۔ اُن کے اشعار میں وعظ و نصیحت کا عنصر نمایاں ہے۔ اُن کے کئی اشعار لوگوں کو زبانی یاد ہیں۔

برصغیر میں انگریزوں کا اقتدار قائم ہونے کے بعد پشتو زبان کو کچھ عرصہ تک نظر انداز کیا گیا مگر بعد میں انگریزوں نے پختون علاقوں کی حساس نوعیت اور اہمیت کے پیشِ نظر اس زبان کو نہ صرف خود سیکھنے کی ضرورت محسوس کی بلکہ انھوں نے اس زبان کی بہت خدمت کی۔ بعض انگریزوں نے پشتو زبان میں کتابیں بھی تحریر

کیں جن میں میجر راورٹی (Major Raverty) کا نام سرفہرست ہے۔

1930ء کی دہائی میں پنجاب یونیورسٹی نے پشتو زبان میں مہارت کے امتحان لینے شروع کیے جبکہ 1937ء میں صوبہ خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومت نے پرائمری سطح پر پشتو کو نصاب میں بطورِ مضمون شامل کیا۔ تعلیمی میدان میں پیش رفت کے باوجود پشتو میں علمی اور ادبی کتابوں کی کمی محسوس کی گئی جو اس زبان کی ترقی کے لیے بے حد ضروری تھیں۔ چنانچہ 1955ء میں پشاور یونیورسٹی میں پشتو اکیڈیمی کی بنیاد رکھی گئی جس نے نہ صرف پشتو ادب سے متعلق کتابوں کو جمع کر کے محفوظ کیا بلکہ دیگر زبانوں سے مستند کتابوں کا پشتو میں ترجمہ بھی کیا۔ پشتو اکیڈیمی نے پشتو کی نایاب کتابوں کو تلاش کر کے ان کی ترتیب اور تدوین کی اور انھیں شائع کیا۔ اکیڈیمی نے پشتو میں کئی موضوعات پر نئی کتابیں بھی لکھوائیں اور شائع کیں۔

دوسری علاقائی زبانوں کی طرح پشتو میں بھی لوک گیت، ادب کا ایک بیش بہا سرمایہ ہیں۔ پشتو لوک گیتوں کی کئی اصناف ہیں مگر زیادہ مشہور اصناف میں چاربیتہ، ٹپہ، نیمکئی وغیرہ شامل ہیں۔ پشتو شاعری میں غزل کے حوالے سے ایک بڑا نام امیر حمزہ خان شنواری کا ہے۔ جنھوں نے پشتو شاعری میں غزل کو بڑی ترقی دی اور اسی وجہ سے اُن کو "بابائے غزل" کہتے ہیں۔

پشتو نثر میں زیادہ تر کام بیسویں صدی میں ہوا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جدید تعلیم کے زیرِ اثر نئے نظریات اور خیالات کے حامل اہلِ قلم نے پشتو لغات، گرائمر نویسی، افسانہ نویسی، ڈرامہ نویسی، ناول نویسی اور سوانح نویسی میں نمایاں کام کیا۔

دورِ جدید میں پشتو ادب کے حوالے سے چند بڑے نام امیر حمزہ خان شنواری، سمندر خان سمندر، قلندر مومند، غنی خان، رحمت شاہ سائل، پریشان خٹک، ڈاکٹر محمد اعظم اعظم، محمد ہمایون ہما، زیتون بانو اور سلمیٰ شاہین کے ہیں۔

3۔ سندھی

سندھی پاکستان کی قدیم ترین زبان ہے۔ موہنجوداڑو کے قدیم لوگوں کی زبان میں موجودہ سندھی زبان کے کچھ عناصر پائے جاتے ہیں۔ اس زبان پر دراوڑی، سنسکرت، یونانی، ایرانی اور دیگر قدیم زبانوں اور ثقافتوں کے اثرات نمایاں ہیں، تاہم یہ عربی اور فارسی سے زیادہ متاثر ہوئی ہے۔ عربوں کے سندھ پر

NOT FOR SALE

قبضہ کرنے کے بعد سندھی میں نئے عربی اور مغلوں کے دور میں فارسی الفاظ شامل ہوئے مگر اس کا لہجہ بنیادی طور پر آج بھی وہی ہے جو بارہویں صدی عیسوی میں تھا۔

سندھی زبان کا اپنا رسم الخط پراکرت اور سنسکرت رسم الخط کی نسل سے تھا۔ انگریزوں کے سندھ پر قبضہ کرنے تک سندھی زبان دیوناگری رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ مگر انگریزوں نے اس زبان کے لیے فارسی اور عربی رسم الخط رائج کروایا اور اسے سرکاری رسم الخط کا درجہ دیا۔ اسی دور میں سندھی زبان میں بے شمار انگریزی الفاظ کا اضافہ ہوا۔ چونکہ سندھی زبان ایک وسیع علاقے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس وجہ سے اس کے کئی لہجے نظر آتے ہیں، مگر اس زبان میں علمی، ادبی اور صحافتی کام اس کے معیاری لہجے ساہتی میں ہوا ہے۔

پوری اسلامی دُنیا کی مقامی زبانوں میں سندھی پہلی زبان ہے جس میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا گیا۔ گیارہویں صدی عیسوی کے نصف سے لے کر چودھویں صدی عیسوی کے نصف تک سندھ کی اسلامی ادبی تاریخ کا ابتدائی دور تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس دور میں حب الوطنی، عزم، خود داری اور روحانی عقائد کے موضوعات پر لکھا گیا۔ اس دور کے سندھی ادب میں مشہور اصناف داستان، قصہ، گنان، بیت، سورٹھے، گاتھا اور دوہڑے قابلِ ذکر ہیں۔ اسی زمانے میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے صوفیاء کرام نے بھی سندھی زبان میں شاعری کے ذریعے اسلام کی تبلیغ شروع کی۔

اٹھارویں صدی عیسویں تک شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمست جیسے عظیم شاعر اپنی بے نظیر شاعری سے سندھی ادب کو مالا مال کر چکے تھے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی نے غریب عوام اور محنت کش طبقے کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ اسی وجہ سے اُن کی شاعری کی گونج سندھ کے ہر کونے میں سُنائی دیتی ہے۔ اُن کی شاعری کے مجموعے کا نام "شاہ جو رسالو" ہے۔ اسی دور کے دوسرے عظیم المرتبت شاعر سچل سرمست ہیں۔ وہ صوفی صفت انسان تھے اور تصوف میں وحدت الوجود اُن کا مسلک تھا۔ اُنھوں نے نو لاکھ کے قریب اشعار تحریر کیے۔

شاعری کے ساتھ ساتھ نثری ادب میں اساتذہ، علماء اور مبلغین کی کوششوں سے بہت سا سرمایہ جمع ہوا۔ اس سلسلے میں ابوالحسن سندھی کی کوششیں نمایاں ہیں۔ انھوں نے سندھی کے لیے عربی رسم الخط کو بنیاد بنا کر ایک نیا رسم الخط تیار کیا۔ انگریزوں کے دور میں سندھی زبان میں ادب کے حوالے سے ایک بڑا نام مرزا قلیچ بیگ (1855ء-1929ء) کا ہے۔ اُن کی تصانیف کی تعداد چار سو کے لگ بھگ ہے۔ انھوں نے شاعری

سمیت ادب کی تقریباً ہر صنف پر طبع آزمائی کی ہے۔ اسی دور میں سندھی صحافت کو بھی کافی اہمیت حاصل ہوئی اور سندھی صحافت کو فروغ حاصل ہوا۔

دوسری زبانوں کی طرح سندھی بھی جدید ادبی رُجحانات سے متاثر ہوئی اور قیامِ پاکستان کے بعد جدید افسانہ، ڈرامہ نگاری، ادبی تحقیق اور دوسرے علمی میدانوں میں کافی کام ہوا۔ جدید دور کے سندھی ادیبوں نے روایتی انداز کو جدید رُجحانات سے ہم آہنگ کیا۔ موجودہ دور میں سندھی زبان کی ترقی اور ترویج کے لیے قابلِ قدر کام ہو رہا ہے۔ اس ضمن میں سندھی ادبی بورڈ اور سندھ یونیورسٹی جامشورو میں شعبہ سندھیالوجی کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔

4۔ بلوچی

بلوچی زبان پاکستان کی علاقائی زبانوں میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ زبان نہ صرف بلوچستان کے وسیع علاقوں میں بولی جاتی ہے بلکہ سندھ اور جنوب مغربی پنجاب کے کچھ علاقوں میں بھی اس زبان کے بولنے والوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ پاکستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ یہ زبان ایران اور جنوبی افغانستان میں بھی بولی جاتی ہے۔ اس زبان کے بولنے والے ترکمانستان اور اومان میں بھی موجود ہیں۔

اس زبان کا تعلق بھی پشتو زبان کی طرح آریائی زبانوں کی مشرقی ایرانی شاخ سے ہے۔ اس زبان کے دو بڑے لہجے ہیں، ایک سلیمانی اور دوسرا مکرانی۔

اگرچہ بلوچی رسم الخط بہت پہلے ایجاد کیا جا چکا تھا مگر قدیم بلوچی ادب تحریری طور پر محفوظ نہیں کیا جا سکا اور اس دور کے شعراء کا کلام زبانی طور پر نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ 1940ء تک بلوچی زبان میں کوئی اخبار یا کتاب شائع نہیں ہوئی مگر قیامِ پاکستان کے بعد بلوچی ادب نے کافی ترقی کی ہے۔ بلوچی زبان کا موجودہ رسم الخط بنیادی طور پر عربی ہے مگر عربی حروفِ تہجی میں ضرورت کے مطابق تبدیلی کی گئی ہے۔ بلوچی ادب میں شاعری کو سب سے اہم مقام حاصل ہے۔ بلوچی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ بلوچی شاعری میں زیادہ اہم رزمیہ شاعری ہے اور اس کے موضوعات میں ہمت، غیرت، بردباری اور بہادری کے پہلو نمایاں ہیں۔ دوسرا حصہ عشقیہ شاعری کا ہے اور اس کا بنیادی موضوع عشق و محبت ہے۔ تیسرا حصہ لوک داستانوں پر محیط ہے۔ اس میں لوری اور موتک کی اصناف زیادہ نمایاں ہیں۔ انگریزوں کے دور میں جو بلوچی شاعری تخلیق کی گئی اس میں تصوف، اخلاقیات اور انگریزوں کے خلاف نفرت

کے عنوانات ملتے ہیں۔ اس دور کا بلند پایہ شاعر مست توکلی ہے۔ 25 دسمبر 1949ء کو ریڈیو پاکستان کراچی مرکز سے بلوچی زبان میں پروگرام نشر کیا جانے لگا۔ جس کا دورانیہ 45 منٹ کا ہوتا تھا۔ آج اس زبان کے فروغ میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا کردار بہت اہم ہے۔ 1960ء کا سال بلوچی صحافت کے حوالے سے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سال بلوچی زبان کا پہلا مجلہ شائع ہوا۔ جدید بلوچی ادب میں جملہ اصنافِ سخن پر موثر کام ہو رہا ہے۔

مشق

1. خالی جگہوں کو پر کریں۔

i. پاکستان میں اُردو کے علاوہ تقریباً __________ کے قریب زبانیں بولی جاتی ہیں۔

ii. پنجابی زبان کا اصل رسم الخط __________ ہے۔

iii. پشتو شاعری میں غزل کے حوالے سے ایک بڑا نام __________ کا ہے۔

iv. برصغیر پاک و ہند میں قرآن پاک کا ترجمہ سب سے پہلے __________ زبان میں کیا گیا۔

2. بریکٹ میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ کا انتخاب کریں۔

i. اُردو کس زبان کا لفظ ہے؟

(ہندی، فارسی، عربی، ترکی)

ii. اُردو کے پہلے شاعر تھے۔

(ولی دکنی، قلی قطب شاہ، خواجہ مسعود سلمان، مرزا غالب)

iii. مغلوں کے دور میں سندھی زبان میں کون سی زبان کے الفاظ کثرت سے شامل ہوئے؟

(ترکی، انگریزی، فارسی، عربی)

iv. پشتو زبان کی پہلی کتاب کا نام ہے۔

(خیرالبیان، پٹہ خزانہ، بازنامہ، دستارنامہ)

v. پشتو زبان کے حروف تہجی مرتب کیے۔

(رحمان بابا، دوست محمد کامل، خوشحال خان خٹک، سیف اللہ)

3. مندرجہ ذیل میں صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں۔

i. اُردوئے معلٰی دہلی کے ایک بازار کا نام تھا۔

ii. اُردو ادب کا آغاز نثر سے ہوا تھا۔

iii. امیر حمزہ خان شنواری نے پشتو شاعری میں غزل کو باقاعدہ صنف کا درجہ دیا۔

iv. پنجابی خود فارسی زبان کا لفظ ہے۔

v. میجر راورٹی (Major Raverty) نے پشتو زبان میں کتاب لکھی تھی۔

vi. بلوچی زبان بولنے والے ترکمانستان اور اومان میں بھی موجود ہیں۔

4. کالم "الف" میں دیے گئے لفظوں کا کالم "ب" کے مناسب لفظوں سے جوڑ ملائیں۔

کالم "الف"	کالم "ب"
وارث شاہ	سوہنی مہینوال
ہاشم شاہ	ہیر رانجھا
فضل شاہ	فضل نامہ
حافظ برخوردار	سسی پنوں
خوشحال خان خٹک	مرزا صاحباں

5. مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے۔

i. پاکستان جس خطے میں واقع ہے وہاں کن قدیم تہذیبوں کے آثار ملے ہیں؟

ii. اُردو زبان پاکستان کی قومی زبان کے طور پر کیوں سب سے زیادہ موزوں ہے؟

iii. اُردو زبان کو مختلف ادوار میں کن کن ناموں سے پکارا گیا؟

iv. پشتو اکیڈیمی کا قیام کب اور کس مقصد کے تحت عمل میں لایا گیا؟

6. پنجابی زبان اور ادب پر نوٹ لکھیں۔

7. اُردو زبان کی کیا اہمیت ہے اور اس کا قومی یک جہتی میں کیا کردار ہے؟

8. پشتو زبان اور ادب کے ارتقا پر جامع نوٹ لکھیں۔

9. سندھی ایک قدیم زبان ہے۔ دلائل سے واضح کریں۔

10. علاقائی زبان کے طور پر بلوچی کی اہمیت بیان کریں۔